اِنَّ الفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار — قادیان

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷ — مورخہ ۲۳ر جولائی سنہ ۱۹۲۶ء یوم جمعہ — مطابق ۱۲ر محرم الحرام سنہ ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔ حضور دو نمازوں کے وقت باہر بھی تشریف لاتے ہیں۔ الحمد للہ۔

صاحبزادگان خلیل احمد ۔ مجید احمد ۔ حفیظ احمد ۔ امۃ الحکیم کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب واپس تشریف لے آئے ہیں۔

۱۹ر جولائی ۔ حافظ جمال احمد صاحب چک لوہٹ اور رائے کوٹ (لدھیانہ) اور مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی دہرم سالہ (کانگڑہ) تبلیغی اغراض کے لئے روانہ ہوئے۔

۱۷ر جولائی ۔ خوب زور کی بارش ہوئی ۔

اخبار احمدیہ

جلسہ سالانہ شاہ مسکین

انجمن احمدیہ شاہ مسکین ڈاکخانہ فیض پور کلاں ضلع شیخوپورہ کا جلسہ سالانہ مورخہ ۳ و ۴ر جولائی سنہ ۱۹۲۶ء کو ہوا۔ مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل اور حافظ جمال احمد صاحب قادیان سے تشریف لائے۔ جو جو اعتراضات مسئلہ پر کئے جاتے ہیں۔ ان کا ازالہ خدا کے فضل سے اچھی طرح سے کیا گیا۔ فدوی کی تقریر بھی ہوئی۔ بہر حال جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ مخالفین کی طرف سے سوالات بھی ہوئے۔ جن کے جوابات تسلی بخش دیئے گئے۔

محمد عبد العزیز ۔ بھینی ۔ شرق پور

علاقہ سندھ کی ناگفتہ بہ دینی حالت

اخویم ماسٹر محمد پریل صاحب کی برادری کے چند لوگوں نے ماسٹر صاحب موصوف سے کہا۔ کہ آپ اپنے مولوی صاحب کو ہمراہ لیکر ہمارے گاؤں آئیں۔ کیونکہ ہمارے مولوی صاحبان

بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اسپر خاکسار ماسٹر صاحب کے ہمراہ جب وہاں گیا۔ تو بجائے اس کے کہ سلسلہ گفتگو شروع کرتے صرف نصف گھنٹہ میں ہی میرے طریق استدلال قرآنیہ سے گھبرا کر اپنی ایک مجلس علیحدہ قائم کی۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ قادیانی (احمدی) کافر مرتد ہیں۔ اس لئے ان سے بات چیت کرنا حرام ہے۔ یہ کہکر مولوی صاحبان تو چلے گئے۔ مگر جب وہاں کے باشندوں سے سلسلہ کلام شروع ہوا۔ تو اثنائے گفتگو میں ایک عجیب عقیدہ کا انہوں نے ذکر کیا کہنے لگے۔ جو شخص ۵ یا ۱۵ تاریخ چاند کو فوت ہو جائے اگر اس کے اوپر کے تالو میں لوہے کی کیل نہ لگائی جائے۔ تو مُردہ کے قریبی رشتہ دار مرتے جاتے ہیں۔ اور مُردہ جوں جوں کفن چباتا اور کھاتا جاتا ہے۔ لوگ مرتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ دس بارہ دن میں کفن تمام کھا لیتا ہے۔ پھر کوئی نہیں مرتا اسپر ہر چند دلائل عقلیہ نقلیہ سے روشنی ڈالی گئی۔ اور انسانی غیرت و ہمدردی کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔ مگر وہ یہی کہتے رہے۔ کہ ہمارا چشم دید واقعہ ہے۔ کہ ایک مُردہ جو ۵ تاریخ میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کے تالو میں ہم نے کیل نہیں لگائی تھی۔ تو تین دن میں جب اسکے قریبی مرنے شروع ہو گئے تب ہم نے جا کر قبر کو کھودا۔ اور مُردہ کے منہ سے کفن بمشکل چھڑا کر اسکے تالو میں کیل ہتھوڑے سے لگائی پھر دفن کر دیا۔ بعد میں اس کا کوئی قریبی وغیرہ نہیں مرا تھا۔

گو ان لوگوں نے اور ان کے مولویوں نے اپنی جہالت عجیبہ کا اظہار دکھلایا۔ مگر پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی توجہ اور دُعا نے یہ اثر دکھلایا کہ دوسرے دن ایک شخص نے بیعت کر لی ۔

خاکسار محمد ابراہیم بقاپوری

جلسہ احمدیہ اٹھوال

موضع ورک (علاقہ کلانور) میں غیر احمدیوں کی ایک نام نہاد انجمن تبلیغ الاسلام ہے۔ نام سے تو معلوم ہوتا ہے کہ انجمن مذکور نے ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں وغیرہ میں تبلیغ اسلام کا بار گراں اٹھایا ہوا ہو گا۔ لیکن کارروائی اس کی صرف اسی حد تک محدود ہے۔ کہ سال میں ایکبار چند ملاؤں کو بلوا کر سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں اسقدر دروغ بیانی کروائی جاتی ہے کہ جس سے ان ملاؤں کے شر من تحت ادیم السماء ہونے کا پورا پورا ثبوت مل جاتا ہے ۔

اس دفعہ ان کے جلسہ کا جو پروگرام شائع ہوا۔ اس میں مذکور تھا کہ مناظرہ کے لئے وقت دیا جائے گا۔ جس کے متعلق سیکرٹری صاحب سے ۲۵ مئی تک شرائط کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ جلسہ میں سوائے ہماری مخالفت کے اور کوئی پروگرام ہی نہیں تھا۔ اس لئے ہم ہی اس فقرہ کے مخاطب تھے۔

چنانچہ ہمارے آدمی ۱۹ مئی کو موضع ورک میں شرائط کے تصفیہ کے لئے پہنچ گئے۔ لیکن غیر احمدی اپنے اعلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی طرح بھی ہمیں وقت دینے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور صاف انکار کر دیا۔ اسپر انجمنہائے اٹھوال۔ وڈالہ بانگر۔ شاہ پور۔ دہرم کوٹ بگہ۔ قلعہ لال سنگھ وغیرہ نے فیصلہ کیا کہ علیحدہ طور پر اپنا جلسہ اٹھوال میں جو ورک سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ منعقد کر کے ان اعتراضوں کا جواب دیا جائے۔ جو غیر احمدیوں کے جلسہ میں کئے جائیں۔

آخر جب جلسہ عام میں غیر احمدیوں کو خلاف اشتہار وقت دینے سے انکار معرض ذکر میں آیا۔ تو منتظمین جلسہ اپنی وعدہ خلافی کی تشہیر کو محسوس کر کے آخر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ ہم وقت دینے کے لئے تیار ہیں۔ احمدی آج نماز عصر کے بعد آ کر شرائط کا فیصلہ کر لیں۔

ٹھیک نماز عصر کے بعد ہمارے پندرہ کے قریب سرکردہ آدمی شرائط طے کرنے کی غرض سے ان کے جلسہ میں پہنچ گئے۔ لیکن سٹیج سے وہی انکار کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ ہم تو واپس آ گئے لیکن ان کے اس بار اصرار انکار کا عام پبلک پر ایسا اثر پڑا۔ کہ بعض نے ان میں سے کہدیا ہم نہ آئندہ جلسہ کے لئے چندہ دینگے۔ اور نہ ہی جلسہ میں شامل ہونگے۔ اسپر منتظمین جلسہ کو طوعاً نہیں کرہاً ہمیں وقت دینا پڑا۔

۱۳ تاریخ ہمارا جلسہ شروع تھا کہ ہمیں ان کی طرف سے ایک رقعہ پہنچا۔ جس میں تحریر تھا۔ کہ ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ لیکن وقت صرف آدھ گھنٹہ دیا جائے گا۔ مناظرہ کے لئے آدھ گھنٹہ وقت دینا محض ایک مضحکہ خیز بات تھی لیکن ہماری نامنظوری سے انکو ایک جھوٹی خوشی ہو سکتی تھی۔ اس لئے ہم نے یہ قلیل وقت بھی منظور کر لیا۔

۱½ بجے سے پیشتر ہم موضع ورک میں پہنچ گئے۔ اور عین ۱½ بجے مناظرہ شروع ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے پہلی تقریر ۱۵ منٹ کی منشی حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری نے کی اور کہا کہ میں ثابت کروں گا کہ مرزا صاحب کتابوں کے حوالے دینے میں (نعوذ باللہ) خیانت سے کام لیتے تھے۔ اس مطلب کے لئے منشی صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب سے دو ایک حوالے پڑھے۔ ایک حوالہ مکتوبات امام ربانی کا تھا دوسرا حوالہ یوز آسف کے شام سے سفر کر کے آنے کے متعلق تھا۔ منشی صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب نے اس کے متعلق تاریخ اعظمی کا حوالہ دیا ہے۔ اور تاریخ اعظمی میں یہ عبارت نہیں ۔

مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے پہلے منشی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام "انی مھین من اراد اھانتک" یاد دلایا۔ پھر جس عبارت کے متعلق منشی صاحب کہہ چکے تھے کہ وہ مکتوبات میں نہیں۔ وہ بعینہٖ مکتوبات سے نکالکر دکھلا دی۔ یہ عبارت دکھلانا تھا۔ کہ حاضرین منشی صاحب کی دہوکا دہی پر تعجب کرنے لگے۔ اور حضرت اقدس کا الہام "انی مھین من اراد اھانتک" بڑی صفائی کے ساتھ پورا ہو گیا۔

یوز آسف کے سفر شام کے متعلق منشی صاحب نے کہا تھا مرزا صاحب نے اس کے متعلق تاریخ اعظمی کا حوالہ دیا ہے۔ اور تاریخ اعظمی میں یہ کہیں نہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ حضرت صاحب نے تاریخ اعظمی نہیں لکھا۔ بلکہ فرمایا ہے کہ کشمیریوں کی تاریخوں میں ایسا لکھا ہے۔

مناظرہ ختم ہو گیا۔ اور ہم نے واپس اٹھوال آ کر اپنا جلسہ پھر شروع کر دیا۔ غیر احمدیوں کا جلسہ مناظرہ کے ختم ہوتے ہی منتشر ہو گیا اور لوگ ہمارے جلسہ میں آ گئے۔ اور ہمارے علماء کی تقریریں سنتے رہے۔

۱۳ تاریخ نماز عشاء کے بعد اٹھوال میں اور ۱۴ تاریخ وقت صبح شاہ پور میں جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر نے میجک لینٹرن کے ذریعہ اپنے تبلیغی سفر افریقہ و انگلستان کے بعض نظارے دکھلا کر مختصر تبلیغی تقریریں فرمائیں۔ جو نہایت سکون اور دلچسپی سے سنی گئیں۔

خاکسار شیخ احمد الدین۔ ناظم جلسہ احمدیہ اٹھوال

احمدیہ گزٹ کے متعلق

احمدیہ گزٹ نمبر ۲ شائع ہو چکا ہے نمبر ۳ نکلنے والا ہے۔ جو احباب روپیہ بھیجتے ہیں۔ انکو کوپن پر تشریح کر دینی چاہیئے کہ یہ روپیہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہے یا خود ان کے نام پرائیویٹ طور پر احمدیہ گزٹ جاری کرنے کے لئے۔ مینیجر احمدیہ گزٹ۔ قادیان

اطلاع ضروری

تشحیذ الاذہان کے گذشتہ اور الفضل و ریویو آف ریلیجنز اردو کے گذشتہ و حال کے مضامین کو تجارتی اغراض سے شائع کرنے کی کسی صاحب کو اجازت نہیں۔ یعنی کوئی صاحب انہیں قیمتاً فروخت کرنے کے لئے نہ چھاپیں جب تک کہ محکمہ متعلقہ سے باضابطہ اجازت حاصل کریں۔ ورنہ ہرجانہ کے ذمہ دار ہونگے۔ فتح محمد سیال۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

بجٹ فارم چندہ سالانہ

سب جماعتوں کو بجٹ فارم خانہ پری کرنے کے لئے ۱۲ جولائی سے بھیجے گئے ہیں۔ جن جماعتوں کو یہ فارم نہ پہنچے ہوں۔ وہ فوراً اطلاع دیں۔ کہ ان کو اور بجٹ فارم بھجوائے جائیں ۔

ان فارموں کی خانہ پری کر کے ایک ماہ کے اندر واپس دفتر ہذا کو بھیجنا چاہیئے۔ اور خانہ پری کرنے میں حتی الوسع تکمیل میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے۔ تا بعد کو خط و کتابت میں وقت ضائع نہ ہو۔ عبد المغنی۔ ناظر بیت المال۔ قادیان ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء

احمدی اخبار اور جماعت احمدیہ

موجودہ زمانہ میں جسے اشاعت کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ ہر ایک قوم کی نہ صرف ترقی بلکہ زندگی کا دار و مدار اشاعت کے اسباب اور ذرائع پر منحصر ہے۔ جن میں سے بہت بڑا سامان اخبارات ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب ہمارے مخالفین دیکھتے ہیں۔ کہ احمدی اخبارات مالی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ تو وہ ایک طرف تو خوشی و مسرت سے پھولے نہیں سماتے۔ اور دوسری طرف اس قسم کی طعنہ زنی کرتے ہیں جسے سنکر کلیجہ چھلنی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ چند ہی دن ہوئے معاصر "نور" کے اس اعلان پر کہ وہ آئندہ مالی مشکلات کی وجہ سے شائع نہیں ہوگا۔ آریہ اخبار "پرکاش" (۲۰ جون) نے نہایت دل دوز الفاظ میں لکھا:۔

"احمدیوں کے لاہوری فرقہ کے اخبار برعکس نہند نام زنگی کافور پیغام صلح نے اپنی جماعت کی احمدیت کا جو رونا رویا ہے۔ پرکاش کے پاٹھک (ناظرین) اس سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ خیال تھا۔ کہ قادیانیوں کی حالت اس سے بہتر ہوگی۔ لیکن قادیانی ڈھول کا پول معلوم ہوتے میں بھی زیادہ دیر نہیں لگی۔ پیغام صلح کے رونے کے جلدی ہی بعد ہم سنتے ہیں۔ کہ قادیانیوں کا نور بھی کافور ہو گیا ہے۔ اور جو "نور" کا اس کے مرنے سے پیشتر کا بیان شائع کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنی جماعت کے خلاف کس قدر شکایت ہے قادیانی خلیفہ کے حضور سے جو رپورٹیں شائع ہوتی ہیں۔ ان میں سخت گمراہ کن طریق سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ احمدیت گویا روئے زمین پر اپنا پرداہ بسرعت تمام پھیلا رہی ہے۔ لیکن اس قسم کی رپورٹوں کی حقیقت نور کے مرنے سے پیشتر کے بیان کے اس حصہ سے بڑھکر کھل جاتی ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے۔ کہ نور کی اشاعت اتنی محدود ترین تھی۔ جس کے اظہار کرنے سے بھی شرم آتی ہے"

ان سطور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہمارے اخبارات کی مشکلات ہمارے مخالفین کے لئے کس درجہ خوشی اور مسرت کا باعث بنتی ہیں۔ اور وہ جماعت کے متعلق ان سے کیا کچھ نتائج اخذ کرتے ہیں۔ ان حالات میں یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ ہم دوہرا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اخبارات کی اشاعت وسیع نہ ہونے کی وجہ سے ہم تبلیغ احمدیت اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت اور ترقی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات تمام جماعت تک نہیں پہنچا سکتے۔ حالات سلسلہ سے سب احمدیوں کو واقف نہیں کر سکتے۔ اور دوسرے یہ کہ مخالفین کے طعن و تشنیع کا ہدف بن رہے ہیں۔ اور وہ ہمارے اخبارات کی قلت اشاعت کو ہماری ناکامی کا ثبوت ٹھہرا رہے ہیں اس صورت میں سلسلہ کے متعلق جماعت احمدیہ کا جو فرض ہے۔ وہ نہایت صفائی کے ساتھ اس کے سامنے آجانا چاہیئے۔ اور جہاں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اور مخلوق خدا کو راہ راست دکھانے کے لئے اخبارات کی اشاعت کو وسیع کرنے اور اخبارات کی حالت زیادہ عمدہ اور بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے وہاں مومنانہ غیرت اور حمیت کا ثبوت دینے کے لئے بھی سلسلہ کے اخبارات کی اشاعت بڑھانی چاہیئے۔ تاکہ مخالفین یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکیں۔ کہ احمدی اپنے چند ایک اخبارات کو بھی عمدگی سے نہیں چلا سکتے۔ اور احمدی اخبارات خریداروں کی کمی کی وجہ سے مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اسوقت ہم الفضل کی طرف احباب کرام کی توجہ خاص طور پر منعطف کرانا چاہتے ہیں۔ "الفضل" کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ تقریریں اور مضامین شائع کرنے کا جو شرف حاصل ہے۔ اس کی وجہ سے وہ اس بات کا مستحق ہے۔ کہ ہر ایک پڑھا لکھا احمدی اس کا خریدار ہو تا وہ اپنے امام کے ارشادات سے آگاہ ہو کر روحانی ترقی حاصل کر سکے۔ اور اہم دنیوی معاملات میں بھی اسے سیدھا راستہ معلوم ہو سکے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس بات کا بہت کم خیال رکھا جاتا ہے۔ اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ جو اخبار پڑھنے کی خواہش بھی رکھتے ہیں ادھر ادھر سے پرچہ لیکر پڑھ لینا کافی سمجھتے ہیں اور ہمارے اخبارات کی اشاعت نہ بڑھنے میں یہ بات ایک بہت بڑی روک ہے۔ اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ مانگ کر اخبار پڑھنے والوں کو اخبار نہیں دینا چاہیئے۔ بلکہ انہیں کہنا چاہیئے کہ خود اخبار خریدیں۔ اگر احباب اس پر پورے طور پر اور سختی کے ساتھ عمل کیا جائے۔ تو امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔ کہ اخبارات کی اشاعت میں خاصی ترقی ہو سکتی ہے۔ پس جہاں ہم احباب سے جو "الفضل" کے خریدار ہیں یہ گذارش کرینگے۔ کہ وہ اپنا اخبار مانگ کر پڑھنے والوں کو نہ دیا کریں۔ اور انہیں تحریک کیا کریں۔ کہ خود خریدار بنیں۔ وہاں ہم ان اصحاب سے بھی جو اخبار خود نہیں خریدتے۔ یہ عرض کرینگے کہ اگر وہ ادہر ادہر سے اخبار مانگ کر پڑھ لینا کافی سمجھیں گے تو پھر اخبارات کی اشاعت کیونکر بڑھ سکتی ہے۔ غیر تو ہمارے اخبارات کے خریدار بنیں گے نہیں۔ پھر ترقی کیونکر ہو سکتی ہے ؛

علاوہ ازیں "الفضل" ایسا اخبار نہیں ہے کہ ایک دفعہ پڑھ لینے کے بعد اس کی ضرورت باقی نہ رہے۔ بلکہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے خطبات اور ارشادات کی وجہ سے اور حالات اور واقعات سلسلہ کے باعث ایک ایسی قیمتی چیز ہے۔ کہ اسپر جتنا زیادہ عرصہ گذریگا۔ اسی قدر اس کی قیمت اور قدر میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ دیکھو اب "الحکم" اور "بدر" کے پرانے فائلوں کی کیسی قدر ہے۔ اور ان کے لئے کتنی خواہش پائی جاتی ہے۔ پس "الفضل" سے آئندہ نسلوں کو فیضیاب کرنے کے لئے اور ان کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُر از معارف تقریریں محفوظ رکھنے کی خاطر ضروری ہے۔ کہ ہر ایک احمدی "الفضل" کا باقاعدہ خریدار ہو۔ اور ہمیشہ کے لئے خریدار ہو۔ نہ کہ وقتی طور پر "الفضل" کا پڑھ لینا کافی سمجھ لیا جائے۔ یا ایک آدھ سال اخبار جاری رکھنے کے بعد بند کرا دیا جائے ؛

پس احمدی احباب کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ "الفضل" کے خریدار ہوں۔ اور مستقل خریدار ہوں۔ ان کی سہولت کے لئے یہ آسانی بھی رکھی گئی ہے۔ کہ ششماہی یا سہ ماہی قیمت وصول ہونے پر بھی اخبار جاری کر دیا جاتا ہے۔ اگر الفضل کی اشاعت حسب خواہش ترقی کر جائے۔ تو اخبار کو اپنی موجودہ حالت سے بہت زیادہ ترقی دی جا سکتی ہے۔ جس کی سخت ضرورت ہے۔ اور جس کا مطالبہ جماعت کی روز افزوں ضروریات بڑی سختی کے ساتھ کر رہی ہیں ؛

اس کے ساتھ ہی ہم جماعت کے اہل قلم اصحاب سے بھی گذارش کرتے ہیں۔ کہ وہ مضامین لکھ کر نہ صرف "الفضل" کو بہترین علمی اور مذہبی اخبار بننے کا شرف بخشیں۔ بلکہ اس ذریعہ سے خدمت دین کا جو اعلیٰ موقعہ حاصل ہے۔ اس سے بھی مستفیض ہوں۔ اسی طرح شاعر صاحبان بھی جماعت میں خدمات دینیہ

کے متعلق جوش اور ولولہ پیدا کرنے کے لئے شاعری کے خداداد ملکہ کو کام میں لاتے رہا کریں ؟

افسوس ہے ۔ کہ ہماری جماعت کے پرانے اہل قلم اصحاب آہستہ آہستہ بالکل خموش ہو گئے ہیں ۔ اور اب شاذ ہی کوئی صاحب کسی قسم کا مضمون لکھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔ حالانکہ "سلطان القلم" کی جماعت کے اہل قلم اور اہل علم اصحاب کی شان یہ ہوتی چاہیئے ۔ کہ احمدی اخبارات کے صفحوں کے صفحے ان کے مضامین سے پُر ہوں ۔

اُمید ہے ۔ کہ احباب کرام اس طرف ضرور توجہ فرمائینگے ۔ تا اخبارات سلسلہ زیادہ اور بہتر صورت میں اشاعت پذیر ہو سکیں ۔ اور مخالفین کو طعن و تشنیع کا موقعہ نہ ملے ؟

بہن کی بھائی سے شادی

لنڈن کی ایک تازہ خبر مظہر ہے ۔ کہ الڈرشاپ کی عدالت میں دو بہن بھائی اس الزام میں پیش کئے گئے ۔ کہ جب ان کے مراسم شادی ادا ہو رہے تھے ۔ تو انہوں نے جھوٹی معلومات بہم پہنچائیں ۔ ملزمان نے اس الزام کا یہ جواب دیا کہ نکاح خوانی کے وقت ان کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا ۔ کہ وہ دونوں بہن بھائی ہیں ۔ وجہ یہ کہ وہ دونوں چھوٹی عمر میں والدین سے جُدا ہو گئے ۔ اور مختلف مقامات پر مختلف رشتہ داروں کے ہاں پرورش پائی ۔ آخر جنگ عظیم کے زمانہ میں ایک اشتہار کے ذریعہ جو اخباروں میں شائع ہوا تھا ۔ ان کی آشنائی ہوئی اور آخرکار شادی ہو گئی ؟

اگر یہ حالات درست ہیں ۔ تو یہ ایک عجیب اتفاق ہے اور ممکن ہے ۔ اسی وجہ سے عدالت بغیر کوئی سزا دئے چھوڑ دے ۔ لیکن سوال یہ ہے ۔ کہ اگر مغربی آزادی کے زیر اثر بہن بھائی جان بوجھکر آپس میں شادی کر لیں ۔ تو کیا عیسائیت انہیں اس سے روکتی ہے ۔ یا نہیں ۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے ۔ انجیل میں اس نہایت ضروری اور اہم امر کے متعلق کوئی حکم نہیں ہے ۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا ۔ کہ عیسائیت اپنے پیروؤں کی اہم معاملاتِ زندگی میں رہنمائی کرنے سے بالکل قاصر ہے ۔

شدھی کی نئے سرے سے تیاری

صوبہ متحدہ کے جاہل اور بے علم مسلمانوں کو جو افلاس اور تنگدستی ۔ فلاکت اور غربت کی وجہ سے ہندوؤں کے پنجہ میں گرفتار ہیں ۔ اب نئے جوش سے مرتد بنانے کے لئے آریوں نے کارروائی شروع کر دی ہے ۔ جس کے لئے سنیاسی شردھانند جی نے فی الحال دس ہزار روپیہ کا اپیل کیا ہے ۔ جس میں اسوقت تک تین ہزار وصول بھی ہو چکے ہیں ۔ اگر سنیاسی صاحب بیمار ہو جانے کی وجہ سے اپنا دورہ ملتوی کرنے کے لئے مجبور نہ ہو جاتے ۔ تو چندہی دنوں میں مطلوبہ رقم سے بھی زیادہ فراہم کر لیتے ۔

اس سے ظاہر ہے ۔ کہ آریہ ارتداد کے سلسلہ کو دوبارہ شروع کرنے کے لئے کس قدر تیاری کر رہے ہیں ۔ اور یہ تیاری صرف صوبہ متحدہ کے لئے ہی نہیں ۔ بلکہ دیگر علاقوں سندھ اور کشمیر وغیرہ میں بھی اپنا جال پھیلا رہے ہیں اس کے مقابلہ میں کیا مسلمانوں کو بھی کوئی فکر ہے ۔ غیر مسلم لوگوں کو مسلم بنانا تو الگ رہا ۔ مسلمان کہلانے والوں کو ہی ارتداد کے گڑھے سے بچانے کا کوئی خیال ہے ہمیں تو کچھ نہیں نظر آتا ۔ کاش ! مسلمان اس امر کو باقی تمام کاموں پر ترجیح دیتے ؟

اس موقعہ پر ہم اپنی جماعت سے یہ کہنا چاہتے ہیں ۔ کہ جس طرح اس نے پہلے علاقہ ارتداد میں آریوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور ہزارہا لوگوں کو کفر کے پھندے سے بچا لیا ۔ اسی طرح اب بھی کوشش کرنی چاہیئے ۔ اور صیغہ دعوت و تبلیغ کے ذریعہ اس کام کے لئے اپنی خدمات پیش کرنی چاہییں ؟

اہل عرب کی افسوسناک مذہبی حالت

اخبار زمیندار "(۱۶ جولائی) نجدیوں کی حمایت میں ایک مقالہ افتتاحیہ لکھتا ہوا رقمطراز ہے :-

"جن لوگوں کے گھر میں ٹیلیفون تھا ۔ اور جو متمدن دنیا سے مل جل رہے تھے (یعنی شریفی) ان کی دینی حیثیت اس درجہ الم انگیز تھی ۔ کہ کوئی مسلمان اس حالت پر خون کے آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص ہر مسلمان کو بدرجہ اقل یاد ہونی چاہییں ۔ لیکن ہم نے خود مدینہ منورہ سے بیس میل کے فاصلہ پر متعدد آدمی ایسے دیکھے ۔ جنہیں یہ سورتیں بھی پوری یاد نہ تھیں اور جو نماز کی وضع و ہیئت تک سے ناواقف تھے"

اس خطۂ پاک کے لوگوں کی یہ حالت جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا مقدس انسان مبعوث ہوا ۔ جہاں سے ہدایت اور برکت کا چشمہ پھوٹا ۔ جہاں سے ساری دنیا نے روحانیت حاصل کی ۔ نہایت ہی رنج افزا اور روح فرسا ہے ۔ لیکن یہ حالت بچشم خود دیکھنے والوں نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا ہے ۔ کہ جب مسلمانوں کی مذہبی حالت اس درجہ افسوسناک ہو چکی ہے ۔ تو ان کی اصلاح کی کیا صورت ہے ۔ اس سے تو کسی صاحب عقل و ہوش کو اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ کہ قوموں کی روحانی اصلاح ہمیشہ ایسے ہی وجود کرتے رہے ہیں ۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتے رہے ہیں ۔ اسی طرح اب بھی مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ کوئی مصلح کھڑا کرے ۔ اور مسلمان اسے قبول کر کے اپنی اصلاح کریں ؟

کاش ! مسلمان اس طرف متوجہ ہوں ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کریں ۔ جنہیں خدا تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے اس زمانہ میں مبعوث فرمایا ہے ؟

اولوالعزمی اور بلند ہمتی

انگلستان کے مشہور ہوا باز مسٹر ایلن کوبہم نے انگلستان سے آسٹریلیا اور آسٹریلیا سے انگلستان واپس آنے کے مسلسل ہوائی سفر کا جو تہیہ کیا تھا ۔ وہ عراق میں ان کے ہمراہی انجنیئر کے ایک عرب کی بندوق کا نشانہ بن جانے کی وجہ سے ملتوی نہیں کیا گیا ۔ بلکہ ایک نئے انجنیئر کے آجانے پر شروع کر دیا گیا ہے ۔

یہ نہایت طویل سفر جان بوجھ کر ایسے موسم میں اختیار کیا گیا ہے ۔ جو پرواز کے لئے نہایت مشکلات پیدا کرنے والا ہے اور وجہ اس کی یہ بیان کی گئی ہے ۔ کہ تا معلوم ہو سکے کہ ہر موسم اور ہر ملک میں ہوائی سفر اختیار کیا جا سکتا ہے ۔

ان حالات میں صاف ظاہر ہے ۔ کہ یہ سفر نہایت جان جوکھوں کا کام ہے ۔ اور ہوا بازی کی اولوالعزمی پر دلالت کرتا ہے پھر دوران سفر میں افسوسناک حادثہ پیش آجانے پر صرف اتنی دیر توقف کرنا جتنی دیر میں دوسرا انجنیئر پہنچ سکے اولوالعزمی میں اور زیادہ اضافہ کرتا ہے ؟

یہ ان لوگوں کے حوصلے اور ارادے ہیں ۔ جن کی ساری کوششیں اور کوششوں کے سب نتائج اسی چندروزہ زندگی کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں ۔ اس کے مقابلہ میں ہمیں جو اپنی ہر ایک کوشش کا نتیجہ ابدالآباد تک کی زندگی کے لئے محفوظ سمجھتے ہیں ۔ جس قدر بلند ہمت اور بلند حوصلہ ہونا چاہیئے ۔ وہ ظاہر ہے ۔ اس کا ثبوت ہمیں دینی خدمات کے ذریعہ دینا چاہیئے اسوقت ضرورت اس بات کی ہے ۔ کہ تمام دنیا میں احمدی مجاہدین پھیل جائیں ۔ اور کفر و ضلالت کے لشکروں کے ساتھ جنگ شروع کر دیں ۔ اس کے لئے کسی تکلیف کسی مشکل اور کسی دکھ کی پرواہ نہ کریں ۔ جس وقت ہم میں ایسے جری اور بہادر مجاہد پیدا ہو جائینگے ۔ اسی وقت ہمیں اصلی کامیابی حاصل ہوگی

نبوت مسیح موعودؑ اور غیر مبایعین

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی چٹھی کا جواب

نمبر (۲)

اب میں مشتے نمونہ از خروارے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ غیر مبایعین اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم میں کس قدر تفاوت ہے۔ ملاحظہ ہو پیغام صلح مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء کی وہ عبارت جو میرے تبدیلئے عقیدہ کی محرک ہوئی۔ بعنوان "ہمارا مسلک":-

"یہ بھی ہمارا ایمان ہے۔ کہ رسول پاکؐ کے بعد قیامت تک کوئی بھی نبی صادق آنے والا نہیں ہے۔ اور نہ ہمارے نزدیک نبیوں کی کوئی یہ اقسام ہیں۔ کہ ایک نبی براہ راست ہوتے ہیں۔ جو بغیر استفاضہ کسی نبی سابق کے خدا سے بلاواسطہ منصب نبوت پاتے ہیں۔ اور ایک نبی امتی ہوتے ہیں۔ جو یہ منصب نبی سابق کے استفاضہ سے بالواسطہ یعنی امتی ہو کر پاتے ہیں۔ اس قسم کی کوئی تقسیم نبیوں کی ہم نہیں مانتے وغیرہ وغیرہ"

خط کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو۔ اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ پر حضرت مسیح موعودؑ اپنے فقرہ "اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" کی تشریح فرماتے ہوئے اسی صفحہ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:-

"یاد رہے۔ کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظل ہے۔ نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا۔ ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے"

پھر پیغام صلح کی اسی اشاعت اور مضمون میں یہ فقرہ کہ "ہم آپ کو (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نائل) کسی قسم کا نبی نہیں مانتے" اس کے مقابلہ میں عین اس کے خلاف علاوہ ان تحریروں کے جو مسئلہ نبوت کے متعلق متنازعہ فیہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ خط جو اخبار بدر مورخہ ۱۱ جون ۱۹۰۸ء میں درج ہے ملاحظہ ہو۔ تمام خط چونکہ لمبا ہے۔ اور اس کے درج کرنے سے طوالت مضمون کا خوف ہے۔ اس لئے چند اقتباسات درج کرتا ہوں۔ وہ خط بعنوان "تقدس مآب مرزا صاحب قادیانی کا ایک خط" بنام ایڈیٹر صاحب اخبار عام شائع ہوا ہے۔ جو یہ ہے:-

"پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے۔ کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی۔ کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلے اللہ کے اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں (ڈاکٹر صاحب! یہاں مستقل نبی کی تشریح بغور مطالعہ فرمائیں۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یا کسی آپ کے مرید کی تشریح نہیں۔ بلکہ اس شخص کی عبارت ہے۔ جو خود مدعی نبوت ہے) بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے . . . . . . میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں . . . . پس اس بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے . . . . . الخ"

غرضیکہ سارا خط اسی غلط بیانی کی تردید میں بھرا پڑا ہے۔ جو کسی نے یہ کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ نبوت چھوڑ دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! اب آپ ہی غور فرمائیں۔ کہ آیا ان ہر دو بیانات میں کوئی تفاوت ہے یا نہیں۔ میرے خیال میں تو زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ ایڈیٹر "پیغام صلح" نے "ہمارا مسلک" لکھتے وقت آپ لوگوں سے مشورہ نہیں کیا۔ ورنہ وہ اس قدر تحدّی سے نہ کہتا کہ حضرت مسیح موعود کو ہم کسی قسم کا نبی نہیں مانتے ؎

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

پھر ملاحظہ ہو وہ خط جو حضرت خلیفہ اولؓ نے منشی غلام نبی صاحب کے سوالات کے جواب میں اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء میں رقم فرمایا۔ اس اخبار کے صفحہ ۱ کالم ۳ میں یہ ارشاد ہے کہ

"جن دلائل سے پہلے نبیوں کی سچائی ثابت ہے۔ انہیں دلائل سے حضرت مسیح موعودؑ بھی سچے نبی ہیں"

لو۔ اب تو آپ کے سارے استدلال پر پانی پھر گیا۔ لیکن نہیں۔ آپ تو حضرت خلیفہ اولؓ کی ہر ایک بات ماننے کے پابند نہیں۔ جیسا کہ آپ نے کھلی چٹھی میں صاف اقرار کیا ہے۔ اس لئے میں حضرت اقدس کے اپنے وہ الفاظ پیش کرتا ہوں۔ جو آپ نے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو خاص لاہور میں بوقت ظہر ارشاد فرمائے۔ جبکہ اگلے ہی روز آپ اپنے خالق حقیقی کے پاس جانیوالے تھے ایک سرحدی کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:-

"میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا۔ نہ نماز علیحدہ بنائی ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں۔ یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے۔ صرف خدا کی طرف سے ہے۔ جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالےٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہو۔ اسے نبی کہا جاتا ہے۔ خدا کا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے۔ ؎

آں نبیٔ وقت باشد اے مرید

محی الدین ابن عربیؒ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حضرت مجدد سرہندی نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کیں گیا سب کو کافر ہو گے۔ یاد رکھو۔ کہ یہ سلسلہ نبوت قیامت تک قائم رہے گا"

ڈاکٹر صاحب! انصاف سے یہ محکمات ہیں یا متشابہات جن پر آپ نے بہت زور دیا ہے۔ آپ نے اپنے خط میں یہ فرمایا ہے کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز بعد از استخارہ جائز ہے۔ جس کا میں جواب دے چکا ہوں۔ لیکن مجھے آپ کے پیر و مرشد جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا ایک فتویٰ یاد آ گیا۔ جو اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء میں درج ہے۔ اس کا عنوان یہ ہے "غیر احمدی کیوں پیش امام نہیں ہو سکتا" اس میں لکھا ہے:-

"حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ موافقین مخلصین کے مقتدی ہونے میں مخالفین کی امامت کے متعلق یہاں پر قرآن شریف سے جواب دیا گیا کہ جب کہ خبیثین حضرت عیسےٰؑ میں صفات الوہیت ثابت کرتے ہیں۔ اندریں صورت باوجود شرک فی الصفات کے کیونکر جواز امامت فی الصلوٰۃ

ہو سکتا ہے۔ قطع نظر اس کے سورہ فاتحہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے امام کو دی گئی ہے۔ وہ مخالفین کو کب دی گئی ہے۔ ثبوت ہمارا اس کا یہ ہے۔ کہ بعد ختم کرنے سورہ فاتحہ کے آمین کہنا سنت موکدہ ہے۔ جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مباہلات اور مقابلات میں حضرت امام علیہ السلام کے مخالفین یا مغضوب علیہم ہے یا ضالین ہوئے۔ جو طاعون وغیرہ سے ہلاک اور تباہ ہوگئے پس مخالفین کی آمین قبول نہ ہوئی۔ اور حضرت امام کی آمین مقبول ہوئی۔ اور بغیر سورہ فاتحہ کے نماز ہوتی نہیں۔ پس مخالفین کی امامت کیونکر درصورت عدم فاتحہ جائز ہو سکتی ہے"

ملاحظہ ہو اس وقت فاضل امروہی صاحب کی کیا رائے تھی۔ اور آج وہ بھی آپ کے ہمنوا ہو کر ۱۹۲۶ء کی جنرل کونسل میں بحث کرتے ہیں۔ کہ آیا غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے۔ آپ صاحب علم ہیں۔ دیکھئے دن بدن آپ کا قدم کس طرف جا رہا ہے۔ کیا ایسے فتوے حضرت کی زندگی مبارک میں حضرت کو خوش کرنے کے لئے تھے۔ یا واقعی آپ لوگ یہ ایمان رکھتے تھے۔ میں اس کو ہرگز آپ لوگوں کی منافقت پر محمول نہ کروں گا۔ بلکہ یہ سمجھوں گا۔ کہ بعد میں آپ کا ہر ایک قدم حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے پیچھے ہٹ رہا ہے۔ اور وہ وقت قریب آنے والا ہے۔ جب آپ میں اور غیر احمدیوں میں کوئی امتیازی نشان باقی نہ ہوگا اس کا مزید ثبوت بھی دے دیتا ہوں۔ آپ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں مذاکرہ علمیہ کے عنوان سے ایک صاحب کو جواب دیتے ہوئے نبوت کے دروازہ کو مسدود کرنے کے لئے آیت یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم لکھ کر استدلال کرتے ہیں۔ کہ بنی آدم جس طرح سے قرآن کریم کے ماننے کے مکلف ہیں۔ اسی طرح سے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور رسول ماننے کے مکلف ہیں۔ اجی حضرت یہ کس نے انکار کیا یہ تو غیر احمدیوں والی بات ہے۔ کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو کوئی ایسا نبی سمجھتے ہیں۔ جو حضرت رسول کریمؐ کی نبوت سے الگ ہے حالانکہ یہ بالکل نہیں۔ کیا یہ استدلال درست ہے۔ جو آج آپ اس آیت سے کرتے ہیں یا وہ استدلال جو آپ کے ہمنوا مولوی غلام حسن صاحب پشاوری نے اپنے مکالمہ مابین سید غلام حسین شاہ صاحب سے کیا۔ اور جو اخبار بدر کے ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں شائع ہوا۔ چونکہ مکالمہ لمبا ہے۔ سارا درج کرنا مشکل ہے۔ ہاں وہ گفتگو جو حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے اور آیت مذکورہ کے متعلق ہوئی۔ وہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اور جناب مولوی غلام حسن صاحب پشاوری سے خدا کا واسطہ ڈال کر استفسار کرتا ہوں۔ کہ کیا ان کا استدلال جو انہوں نے آیت مذکورہ کا ۱۹۰۸ء میں کیا درست ہے یا نہیں۔ اور مکرمی ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

یا استدلال آیت مذکورہ کا کرنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔ امید ہے۔ کہ جناب مولوی صاحب اپنے زہد اور تقویٰ کو مدنظر رکھ کر اس پر ضرور روشنی ڈالیں گے۔ مکالمہ یہ ہے سید صاحب (غلام حسین شاہ صاحب) مولوی غلام حسن صاحب پشاوری سے مخاطب ہو کر:۔

"مولوی صاحب! آپ نے ایک تمہید رکھ کر گفتگو شروع کی اور میرزا صاحب کی رسالت کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ مہربانی فرما کر ہم کو قرآن مجید سے کوئی صاف آیت بتا دیں۔ جن سے بلا تاویل ثابت ہو کہ اسلام میں رسول آوینگے۔ اور اپنے کلام کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیں۔ اور انصاف سے کام لاویں"

مولوی صاحب! ایسی صاف آیت بھی بتا دیتے ہیں۔ اب آپ انصاف سے کام لیں۔ اور نور ایمان سے جواب دیں (اب خود مولوی صاحب اور ان کے رفیق ڈاکٹر بشارت احمد صاحب یا دیگر اصحاب بھی نور ایمان سے جواب دیں۔) وہ آیت یہ ہے۔ یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی۔ ترجمہ۔ اے آدم کے فرزند جب تمہارے پاس تم میں سے رسول آوینگے۔ اور وہ میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنا دینگے۔

سید صاحب! اس آیت میں جو رسول مراد ہیں۔ وہ اسلام کے قبل کے رسول ہیں۔

مولوی صاحب! سید صاحب۔ آپ قرآن کھول کر یہ موقع نکال کر دیکھ لیویں۔ یہاں گذشتہ رسولوں کا کوئی قصہ نہیں بلکہ سیاق و سباق صاف بتلا رہا ہے۔ کہ اصحاب رسول یہاں مخاطب ہیں۔ اور رسول وہ رسول ہیں۔ جو صحابہ کے بعد اسلام میں آنے والے ہیں۔ یاتینکم کا لفظ خود ہمارے قول کا شاہد ہے۔ (اب مولوی صاحب خود اور ان کے ہمنوا اس تفسیر کو ملاحظہ فرمائیں)

سید صاحب! اس آیت میں لفظ اِمّا وارد ہے۔ اور وہ حرف شرط ہے۔ اور اس طرح پر آپ کے معنے ٹھیک نہیں بلکہ صحیح معنے یوں ہوئے۔ کہ اے آدم کے فرزندو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئے۔ تم ہماری آیتیں پڑھ سنائیں۔ پس جب یہ جملہ شرطیہ ہوا۔ تو اس کا تحقق وقوع لازم نہیں اور یہاں ضرور کسی کا آنا ثابت نہیں آ سکتا۔

مولوی صاحب! جو معنے ہم نے کئے ہیں۔ قرآن کریم کے رو سے بالکل ٹھیک ہیں۔ اور ایسا حرف شرط قرآن کریم نے تحقق وقوع پر اکثر جگہ بیان کیا ہے۔ اور اگر وہاں آپ کے معنے لئے جاویں۔ تو سراسر غلط ٹھہرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ہی پارہ میں خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ فاما یاتینکم منی ھدًی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (سورہ بقر) یہاں اِمّا جو شرط آیا ہے۔ اور تحقق وقوع پر آیا ہے۔ اور اس کے صحیح معنے یوں ہو سکتے ہیں۔ کہ جب آویگی میری طرف

سے ہدایت۔ پس جس نے اس ہدایت کی تابعداری کی تو ان پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ آدم کے بعد ہدایت اور رسول کس کثرت سے آئے۔

ڈاکٹر صاحب! خدا لگتی کہیئے۔ کہ ان ہر دو تفسیروں میں کوئی نفاق ہے یا نہیں۔ جو آپ نے آج کی ہے۔ اور جو مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری نے ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اولؓ کی زندگی مبارک میں کی۔ کیا کسی کا ماتھا اس وقت ٹھنکا کہ مولوی غلام حسن صاحب نے اس آیت کی ایسی تفسیر کرنے میں بہائیت کا عقیدہ سکھایا ہے۔ جس طرح کہ آج آپ ببانگ دہل کہہ رہے ہیں۔ اور اگر مولوی غلام حسن خانصاحب نے غلطی کی ہوتی یا یہ مکالمہ قابل اعتراض ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کی غیرت گوارا نہ کرتی۔ کہ وہ اس پر سکوت اختیار فرماتے۔ میں بحیثیت استاد کے جو آپ مجھے پہلے تسلیم کر چکے ہیں۔ یہ جتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کے آج کے استدلال اور اس زمانہ کے استدلال میں بہت بڑا فرق ہے۔

پھر بہت سے ریویو کے ایسے حوالجات ہیں جن میں مکرمی مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ و حضرت خلیفہ اوّل کی زندگی مبارک میں حضرت صاحب کو نبی کے نام سے پیش کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ آج ان کی تخفیف کیوں پڑی ہے۔ آپ ہی بتائیں۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کے منکر کافر و فاسق نہیں۔ جیسا کہ آپ مانتے ہیں۔ تو آپ کے آنے کا کیا فائدہ۔ آپ تو پاک اور ناپاک میں تمیز کرتے آئے تھے۔ اور ایک ایسی جماعت تیار کرنے آئے جو پلیدی سے علیحدہ اور تمام دنیاوی لالچوں سے پاک ہو۔ اگر احمدی اور غیر احمدی میں کوئی بیّن فرق یا امتیاز نہ ہو۔ تو آپ کا آنا اور نہ آنا برابر ٹھیرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف یہ فعل عبث منسوب کرنا کفر ہے۔ میں نے اپنی ایک پرائیوٹ چٹھی میں مکرمی مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں بھی لکھا تھا۔ آپ کی خدمت میں بھی لکھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت غیر احمدیوں سے علیحدہ رہ کر ہی تمیز اور مفید کام کر سکتی ہے۔ اور اس جماعت کی ہستی اور امام الزماں کا نام زندہ رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہماری جماعتیں۔ نمازیں۔ رشتے ناطے غیر احمدیوں سے بالکل علیحدہ ہوں۔ ہاں ان کو اپنے اندر شامل کرنے کی تڑپ ضرور ہونی چاہیئے۔ نہ کہ ہمیں ان کے اندر جذب ہونے کی خواہش۔ جیسا کہ آپ کی منشا ہے۔ جو منشا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے۔

ڈاکٹر صاحب! سنئے حضرت صاحب نے جہاں کہیں بھی نبوت سے انکار کیا۔ ایسی نبوت سے انکار کیا۔ جو اسلام سے بالکل علیحدہ ہو۔ ورنہ ایسی نبوت سے کبھی آپ نے انکار نہیں کیا۔ جو اسلام میں رہ کر مل سکے۔ جیسا کہ خود حضرت صاحب

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن کریم کی رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسی کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔" اس کے ماننے میں آپ کو کیا حرج لازم آتا ہے۔ ورنہ آپ سرے ہی سے انکار کریں کیوں یہ کھچڑی بنا رکھی ہے۔ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر والا معاملہ نہ رکھیں۔ جب خدا تعالیٰ نے نبی کے نام سے حضرت اقدس کو عزت دی۔ تو میں یا آپ کون ہیں۔ کہ ہم کہیں۔ آپ نبی نہیں۔ خدا کا خوف کریں اور بتائیں۔ کہ کیا اب بھی حضرت خلیفہ اول کا خط متنازعہ متشابہات میں شامل ہے۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔ اگر یہ متشابہات ہیں۔ تو محکمات دنیا میں مفقود ہیں۔ آپ غور کریں۔ کہ یہ بات کہنے میں آپ کس قدر حق بجانب ہیں۔ کہ "ہم آپ کو کسی قسم کا نبی نہیں مانتے"۔

اخیر میں میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی کلمہ آپ کی شان میں گستاخی کا لکھا گیا ہو۔ تو معاف فرمائیں ؎

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

خاکسار ثناء اللہ خان۔ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول [illegible]

بسم اللہ الخ کی بجائے ۷۸۶

استفتاء۔ خطوط پر جو بجائے بسم اللہ الخ کے ۷۸۶ عدد لکھ دیتے ہیں۔ کیا اس سے اس ارشاد کی تعمیل ہو جاتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ الخ کے ساتھ شروع کرنے کی نسبت فرمایا ہے یا کہ ان کا لکھنا ایک بدعت ہے۔

الجواب۔ ۷۸۶ کے اعداد کا خطوط کے شروع میں اس خیال سے لکھنا کہ اس سے ارشاد نبوی کی تعمیل ہوگی۔ جو کہ بسم اللہ کے ساتھ شروع کرنے کی نسبت ہے۔ یقیناً بدعت ہے۔ کیونکہ بدعت وہی ہوتی ہے کہ اس کو دینی امر سمجھ کر کیا جائے۔ حالانکہ وہ دین نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کے صحابہ سے ان اعداد کا شروع میں لکھنا ہرگز ثابت نہیں ہے اور پھر یہ ایسی بری بدعت ہے کہ اس سے اصل سنت نبوی کا (جو کہ بسم اللہ کا لکھنا ہے) ترک لازم آتا ہے۔ مذکورہ مضمون والی بدعت تو ہر ایک ہی بدعت سیئہ ہے مگر جس سے صریح طور پر سنت نبوی کا ترک لازم آتا ہو۔ وہ تو حد درجہ کی سیئہ ہوتی ہے۔

المفتی:۔ سید محمد سرور شاہ
انچارج محکمہ افتا قادیان شرفہا اللہ وعظمہا

چند اہم سوالات کے جواب

(از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل قادیان)

نواں سوال۔ مندرجہ ذیل شقوں پر مشتمل ہے:۔

(ا) سراج منیر میں مرزا صاحب نے تحریر فرمایا ہے:۔ "کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے۔ اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے۔ کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔"

لیکن حقیقۃ المبلغین میں ایک احمدی کے لئے یہ عقیدہ رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود حقیقی نبی ہیں جو غلط ہے۔

جواب۔ سراج منیر کے منقولہ بالا جملہ سے پہلا جملہ یہ ہے "خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں۔ جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا ہے۔ اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ ولکل ان یصطلح۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔" جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جگہ حقیقی نبی سے حضور کی مراد صاحب شریعت نبی ہے۔ اور یہ کہ جو نبی صاحب شریعت نہیں ہے۔ وہ نبی حقیقی نہیں۔ بلکہ مجازی نبی ہے۔ اور نیز یہ کہ غیر صاحب شریعت نبی کو نبی کہنا بھی خدا تعالیٰ کی اصطلاح ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ہر اصطلاحی معنی اپنی ذات میں حقیقی معنی ہی ہوتے ہیں۔ گو ایک دوسرے اعتبار سے انہی معنوں کو مجازی معنی کہنا بھی صحیح ہو۔ غرض حضور کی اس عبارت سے یہ نہیں مفہوم ہوتا۔ کہ ان اصطلاحی معنوں کو کسی اعتبار سے بھی حقیقی معنی کہنا جائز نہیں ہے۔ بالمقابل ضمیمہ براہین حصہ پنجم کے صفحہ ۱۳۸ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ غیر تشریعی نبی کو بھی حقیقی معنوں میں نبی کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ ہر نبی (خواہ صاحب شریعت ہو یا نہ ہو) حقیقی معنوں میں ہی نبی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری

کہ صاحب شریعت رسول کا تبع نہ ہو۔"

اور جب حقیقۃ المبلغین کو دیکھا جائے۔ تو اس میں بھی صاحب شریعت نبی کے معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی نبی نہیں کہا گیا۔ بلکہ صرف یہ مراد ہے۔ کہ آپ فی الواقعہ اور نفس الامر میں نبی ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۳۰ کے منقولہ جملہ سے بعد کا یہ جملہ اس مدعا کو پوری صفائی سے ثابت کرتا ہے۔ "ہاں مگر اس کا ایمان ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے ہی آپ کو تمام مدارج عالیہ ملے اور حضور کے ہی دین کا بول بالا کرنا آپ کے تمام کارناموں کی غرض وغایت ہے۔ نہ کہ آنحضرت سے جدا ہو کر کوئی نیا دین جاری کرنا مقصود تھا۔" اور اس سے قبل صفحہ ۲۹ پر یہ الفاظ اسپر گواہ ہیں۔ "کہ قرآن مجید کو ایک ہادی جامع شریعت جانتا ہے۔ جو کسی اور چیز کی محتاج نہیں۔" بایں ہمہ میں اس رسالہ کے لکھنے والے احمدی دوست مرحوم کی اس میں اس حد تک غلطی بھی سمجھتا ہوں۔ کہ جب خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے مخصوص طور پر حقیقی نبی کے الفاظ عام طور پر استعمال نہیں کئے۔ تو کسی اور شخص کا اس سے آگے قدم بڑھانا بجا نہیں ہے۔

(ب) مرزا صاحب نے معیار عقائد اسلام انہیں اصول حقہ کو مانا ہے۔ جن کو سلف صالحین مانتے چلے آئے ہیں۔ لیکن حقیقۃ المبلغین میں معیار اسلام ایمان بالمسیح الموعود کو قرار دیا گیا ہے۔

جواباً عرض ہے۔ کہ مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہونا اور معیار عقائد اسلام وہی اصول حقہ ہونا کوئی متضاد باتیں نہیں ہیں۔ مسیح موعود پر ایمان لانا انہیں اصول کے رو سے ضروری ہے۔ جن کو سلف صالحین مدار ایمان مانتے چلے آئے ہیں (سلف کا حوالہ دینے سے حضور کی یہ مراد نہیں۔ کہ جن تفصیلات کے ساتھ انہوں نے ان اصول کو مانا۔ انہیں تفصیلات کے ساتھ ان اصول کو ماننے پر ایمان کا دارومدار ہے۔ اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف کو زیر مطالعہ رکھیں۔ تو یہ امر آپ پر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا۔ سردست آپ کم از کم حقیقۃ الوحی اور ازالہ اوہام ہر دو کتابیں ضرور دیکھیں۔

(ج) مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ مسیحیت پر ایمان لانا ضروری نہیں قرار دیا۔ حتیٰ کہ اس کو دس شرائط بیعت میں بھی داخل نہیں کیا۔

جواب۔ یہ آپ کی غلط فہمی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ مسیحیت پر ایمان لانا ضروری نہیں قرار دیا۔ آپ کم از کم رسالہ کشتی نوح ہی کو دیکھیں جس میں اس بات کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ

شرائط بیعت تو اس وقت سے شائع شدہ ہیں۔ جبکہ حضور اپنے آپ کو مسیح موعود سمجھتے ہی نہیں تھے۔ اور نہ یہ دعویٰ کیا تھا۔ یہ شرائط تو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضور نے شائع کیں۔ اور دعویٰ مسیحیت ۱۸۹۱ء کے آخر میں کیا یعنی دعویٰ سے قریباً دو سال قبل کی یہ شرائط ہیں۔ علاوہ اسکے میں آپ کی توجہ پہلے سوال کی طرف دوبارہ کرواتا ہوں ؛

(د) مرزا صاحب اپنے آپ کو زمرہ مجددین اُمّت محمدیہ میں سے ایک مجدد مانتے ہیں۔ جن کی مانند سینکڑوں ہوئے اور ہونگے۔ مگر اب ان کو واجب مثل مانا جاتا ہے۔

جواباً معروض ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منصب مجددیت سے جماعت احمدیہ کو نہ کبھی پہلے انکار ہوا۔ نہ اب ہے۔ لیکن آپ کے مجدد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کوئی اس سے اعلیٰ منصب نہیں بخشا۔ مجدد تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ جیسا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ "مسیح ہندوستان میں" میں تحریر فرمایا ہے۔ بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضور نے لیکچر سیالکوٹ میں مجدد بتایا ہے۔ اور باوجود اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رسول بلکہ تمام انبیاء و رسل کے سردار تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی باوجود مجدد ہونے کے نبی اور رسول تھے۔ اور خاص عظیم الشان رسولوں میں سے تھے۔ اُمّت محمدیہ کے اندر جو امتیاز اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بخشا ہوا تھا۔ اس کی طرف اشارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ میں بھی فرمایا ہے "جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمّت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام اس نام کے مستحق نہیں"

(ھ) مرزا صاحب مسلمانوں کو مسلمان جانتے ہیں۔ اور ان کے عقائد حقہ کے ساتھ شمولیت کرتے ہیں۔ مگر موجودہ جماعت مخالفین کو کافر اور مصدقین غیر مبائعین کو مثل کافر جانتے ہیں۔

جواب۔ موجودہ جماعت بھی کسی مسلمان کو کافر نہیں سمجھتی بلکہ کافروں ہی کو کافر سمجھتی ہے۔ ہاں اس کا یہ جرم ضرور ہے۔ کہ وہ کافروں کو مومن قرار نہیں دیتی۔ اور کفر کا نام ایمان نہیں رکھتی۔ لیکن اس میں وہ معذور ہے۔ کیونکہ وہ دیدہ و دانستہ جھوٹ نہیں بولنا چاہتی۔ اور نیز وہ اس معاملہ میں بھی خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔

(و) مرزا صاحب نے فرقہ احمدیہ کی تخصیص بنا بر جزوی اختلاف کے بطور امتیاز کے مثل تخصیص سلف کے تسمیہ حنفی شافعی وغیرہ بتائی۔ لیکن موجودہ جماعت اس کو بہت بڑا عالیشان اختلاف کا نتیجہ سمجھ کر معیار و شرط اسلام گردانتی ہے ؛

جواب۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر یا تقریر کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ ہمارے درمیان اور دوسروں کے درمیان اسی قسم کا اختلاف ہے۔ جس قسم کا اختلاف شوافع واحناف میں ہے۔ بلکہ حضور کا مقصد یہ ہے۔ کہ جب ان اصولی اور تھوڑے تھوڑے جزوی) اختلافات کی وجہ سے جو شوافع واحناف وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان کو اپنے الگ الگ نام اختیار کرنے پڑے۔ اور اس تسمیہ کی وجہ سے ان پر فی الواقع کوئی اعتراض نہیں وارد ہوتا۔ بلکہ یہ نام حکمت پر مبنی ہیں۔ تو اس اختلاف کے اظہار کے لئے جو ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ بطریق اولیٰ الگ نام رکھنا ضروری ہوگا۔ اور مسئلہ کفر و اسلام و مسئلہ نماز خلف امام غیر احمدی و مسئلہ جنازہ غیر احمدیاں میں جو سلسلہ احمدیہ کی تعلیم ہے۔ وہ آج نئی نہیں گھڑی گئی۔ بلکہ تمام دار و مدار ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پر ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو کسی نے یہ دھوکہ دیا ہے۔ کہ یہ ہمارے عقائد خود ہماری ایجاد و اختراع ہیں۔ اس کے متعلق سلسلہ احمدیہ کے رسائل و اخبارات اور مبسوط تصانیف موجود ہیں ؛

(ز) مرزا صاحب نے متعدد مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام احمدؐ بتایا ہے۔ لیکن اس کے خلاف انوار الخلافہ میں لکھا ہے کہ احمدؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں تھا۔

جواب۔ یہ محض لفظی تشابہ کی وجہ سے اختلاف نظر آ رہا ہے۔ ورنہ قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس نام کی نفی کی ہے۔ اس سے مراد عَلَم ہے یعنی "اسم خاص نفس واحد یعنی نامے کہ مرد یا زن وغیرہ بداں معروف باشد۔ چنانچہ زید و زینب و مکہ و جیحوں" (غیاث) اور اس بات سے حضور نے کہیں پر بھی قطعاً انکار نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفت محمودیت یا صفت احمدیت میں تمام افراد مقدسہ انسانی سے بڑھے ہوئے ہیں یا احمدیت کی صفت لازمہ یعنی جمالی شان میں تمام بنی نوع سے بالاتر ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات کہیں بھی نہیں لکھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عَلَم احمدؐ تھا۔ یا یہ کہ آپ کا وہ نام جس کے ساتھ آپ اپنے اقران میں مذکور و مخاطب ہوتے تھے، وہ لفظ احمدؐ تھا۔ اور جہاں کہیں حضور نے اپنی تصانیف وارشادات و افادات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمدؐ بیان فرمایا ہے۔ ان تمام سے یہی ہویدا ہوتا ہے، کہ آپ کی مراد معنی زیر بحث نہیں بلکہ احمدیت کی صفت اور جمالی شان مُراد ہے۔ بلکہ جہاں کہیں اس رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک محمدؐ کا ذکر فرمایا ہے وہاں بھی یہی مراد ہے۔ کیونکہ عَلَمی معنوں کے رو سے اس نام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان جلالی پر اور آپ کے مقام محمودیت پر استشہاد و استدلال نہیں ہو سکتا۔ یہ فائدہ تو اس لفظ کی وصفی حیثیت کے ساتھ ہی تعلق رکھتا ہے۔ ہاں بعض جگہ اس کی عَلَمیت کی بھی تشریح فرمائی ہے۔ مگر اسم احمدؐ کے متعلق حضور نے ایسا کہیں نہیں لکھا ؛

(ح) مرزا صاحب نے آیت یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا ہے۔ مگر انوار خلافت میں اس کا واحد مصداق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرار دیا گیا ہے ؛

جواب۔ نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر جگہ من کل الوجوہ اس پیشگوئی کا مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو بتایا ہے۔ اور نہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے من کل الوجوہ اس کا واحد مصداق صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرار دیا ہے۔ اور نہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے بیان میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں کوئی اختلاف ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس آیت کا مصداق فرمایا ہے۔ تو اپنے آپ کو بھی بتایا ہے جیسا کہ ازالہ اوہام کے حوالہ سے ہی ظاہر ہے۔ اور اس سے بھی بڑھکر توضیح و تصریح کے ساتھ اپنی کتاب اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۲۳ میں اس کا مصداق حضور نے اپنے آپ کو بتایا ہے۔ اور اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس پیشگوئی کا مصداق بتایا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بتایا ہے۔ (دیکھو حضور کی تقریر ذکر الٰہی) اور ایسا کرنے میں کوئی جمع متناقضین و متعارضین نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے لئے ظہر بھی ہے اور بطن بھی ہے۔ (ہاں کوئی محمل ظہر صحیح نہیں متصور ہو سکتا۔ جب تک کہ محکمات قرآن کریم کے مخالف ہونے سے بکلی پاک نہ ہو۔ اور کوئی معنے بطن درست نہیں مانے جا سکتے۔ جب تک کہ وہ کسی آیت کی تصریح اور واضح بیان کے خلاف ہوں) اگر اس نظر سے دیکھا جائے کہ قرآن کریم نے اسم احمدؐ کی پیشگوئی کو موعود رسول کے لئے علامت اور اس کی شناخت اور پہچان کے لئے ذریعہ کے طور پر بیان فرمایا ہے (اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ ذکر اسی رنگ میں قرآن کریم میں ہوا ہے) تو ظاہر ہے کہ اس سے مراد عَلَم ہی مراد لینا پڑیگا۔ اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمدؐ آسمانی نام ہے نہ زمینی۔ اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ

جس طرح بطور علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محمد (علی صاحبہ الف الف صلوٰۃ والسلام) نام کے ساتھ مخاطب ہوئے اور مخاطب کئے جاتے تھے (کیا تحریراً اور کیا تقریراً) اس طرح احمد نام آنحضرت صلے اللہ علیہ نے کبھی استعمال کیا ہو۔ اور آپ صلعم کو اس نام سے مخاطب کیا گیا ہو۔ پس جس رنگ میں محمد آپ کا نام ہے۔ وہ رنگ احمد نام میں نہیں پایا جاتا۔ بالمقابل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم احمد ہے۔ پس اگر خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو یا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے حضور کو۔ اس جہت سے اس پیشگوئی کا مصداق بتایا۔ تو یہ بھی صحیح اور بالکل صحیح ہے۔ اور اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ لفظ احمد نہ تو کوئی بے معنے لفظ ہے نہ کوئی ایسے معنے رکھنے والا ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے سید الانبیا کی شان پاک کے ساتھ کوئی جوڑ نہ رکھتا ہو۔ بلکہ معنوی اعتبار سے اس کا مصداق حقیقی انسانوں میں سے کوئی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا نہیں ہے تو ظاہر ہے۔ کہ اس رو سے اس کے اولین مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور اس میں آپ صلعم کا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ پس جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے یا خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے۔ وہ بھی بالکل صحیح اور درست ہے اور اگر اس موخر الذکر معنے میں یہ خوبی ہے۔ کہ اصل چیز وصف پایا جاتا ہے۔ اور بالمقابل علم کسی شرف مکانی یا عظمت مسمی کا مشعر نہیں ہوتا۔ تو مقدم الذکر معنے کو بھی خصوصیت حاصل ہے۔ علم تو بہر حال علامت کا کام دیگا۔ لیکن وصف تبھی علامت کا کام دے سکیگا کہ مخاطب کو اس پر اعتقاد ہو۔ ورنہ جیسا کافروں کو آنحضرت صلعم کی شان رسالت و نبوت کا ماننا پہاڑ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ کو احمد مان لینا ان کے لئے مشکل بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مشکل ہے۔ غرض دونوں باتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(ی) حقیقی نبی کے کیا معنے ہیں؟ اس سوال کا جواب (نمبر الف) میں آچکا ہے۔ اور یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ "وہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی"۔ اس سے مراد وحی تشریعی ہے۔ جیسا کہ خود حضور نے اس بات کی توضیح متعدد مقامات پر فرمادی ہے۔ مثلاً اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ہی کھول کر دیکھئے اس میں حضور فرماتے ہیں "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں"۔ چونکہ اس مسئلہ پر مبسوط کتب و رسائل و مضامین بکثرت لکھے جا چکے ہیں۔ اس لئے اس جگہ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

اعلان نظارت تعلیم و تربیت

جماعت کے افراد کی تعلیم و تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر جگہ ایسے افراد ہوں۔ جو اس کام کو سر انجام دینا خاص فرض خیال کریں۔ اور پوری توجہ سے جماعت کی تربیت دینی اور دنیوی تعلیم کا خیال رکھیں۔ اس کام کے لئے بہت سی جماعتوں میں علیحدہ سیکرٹری مقرر ہیں۔ جن کو محکمہ کی طرف سے ہدایات بھجوائی جاتی ہیں۔ اور وہ اپنے کام کی رپورٹ ہر ماہ دفتر ہذا میں بھجواتے ہیں۔ لیکن ابھی بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن میں سیکرٹری ابھی تک مقرر نہیں۔ اور تربیت کے کام کو کسی نظام کے ماتحت نہیں کیا جا رہا۔ اس لئے میں احباب کی توجہ اور فوری کارروائی کے لئے یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ وہ اس اعلان کو دیکھتے ہی تربیت و تعلیم کے سیکرٹری مقرر کریں۔ اور بواپسی مجھے اطلاع دیں۔ جہاں اس کام کے لئے علیحدہ آدمی نہ مل سکیں۔ وہاں جنرل سیکرٹری ہی اس کام کو سر انجام دیں۔ اور باقاعدہ رپورٹ بھجواتے رہیں۔

احمدیہ گزٹ میں کام کے متعلق ہدایات شائع کی گئی ہیں۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ شائع ہوتی رہیں گی۔ ان ہدایات کو غور سے مطالعہ کیا جائے۔ اور ان کے مطابق کام شروع ہو۔

سیکرٹری تعلیم و تربیت کو چاہیئے۔ کہ وہ یا تو گزٹ سے ان ہدایات کو الگ نکال کر اپنے پاس رکھیں۔ اور یا اس کی نقل کر لیں۔

جماعت ہائے بیرونی کے امیروں کو اس کام کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جماعت کے اصل ذمہ دار وہی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب فوراً ہی مشورہ کر کے مقرر شدہ سیکرٹریان کے نام سے مجھے اطلاع دیں گے۔ اور دوبارہ یاددہانی کی ضرورت نہ پڑیگی۔ ماہواری رپورٹ کے لئے نہایت ضروری ہے کہ دفتر ہذا میں ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک پہنچ جائے۔ یعنی جون کی رپورٹ جولائی کی پندرہ تاریخ تک اور جولائی کی اگست کی پندرہ تاریخ تک آجانی چاہیئے۔ دور کے احباب کو یہ بات خیال میں رکھنی چاہیئے۔ کہ ایسے وقت میں رپورٹ روانہ کریں۔ کہ دفتر میں زیادہ سے زیادہ پندرہ تاریخ تک آجائے اور اس میں ہرگز تاخیر نہ ہو۔

کام کرنے والے احباب کو اگر دفتر سے کسی بات میں کوئی ہدایت نہ ہوئی ہو۔ مشورہ کرنا ہو۔ تو بذریعہ خط مشورہ کر سکتے ہیں۔ یا ماہواری رپورٹ کے ساتھ ہی دریافت کر سکتے ہیں۔

(مرزا شریف احمد۔ ناظر تعلیم و تربیت)

حصہ وصیت میں اضافہ

مولوی عبداللہ صاحب سنوری تحریر فرماتے ہیں:۔

میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کے سننے کے بعد اپنی وصیت جائداد کو بجائے ۱/۱۰ حصہ کے ۱/۳ حصہ کرتا ہوں۔ اپنی اولاد کو بھی وصیت کر دوں گا۔ کہ میرے مرنے کے بعد جائداد سے بجائے ۱/۱۰ حصہ کے ۱/۳ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کر دیں۔

(۲) بابو فضل الدین صاحب سب اوورسیر ملٹری انجنیر نگسا سردس مردان سے لکھتے ہیں۔ میری وصیت سابقہ حصہ جائداد متروکہ کی تھی۔ مگر میرا گذارہ جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ [illegible] روپیہ ہے۔ اور اسی پر میرا گذارہ ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی کانفرنس کی تقریر سن کر اپنی آمدنی کا ۱/۳ حصہ ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ تادم زیست ادا کرتا رہوں گا۔ اگرچہ [illegible] روپیہ میری تنخواہ سے میری دو بیوی اور ۶ بچے اور کئی ایک رشتہ دار غریب مستحق بیوگان کا بوجھ مجھ پر ہے۔ اور والد صاحب بھی کم از کم یکصد روپیہ سالانہ مجھ سے لے لیتے ہیں۔ (ناظر بہشتی مقبرہ)

فطرت انسانی اور مسئلہ تناسخ

مسئلہ تناسخ کو صحیح تسلیم کر کے یہ قبول کر لیا گیا ہے۔ کہ پرمیشور کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ سہواً ہو یا نسیاناً۔ بھول کر ہو یا جان بوجھ کر۔ مگر فطرت انسانی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ انسانی فطرت اپنی بناوٹ کے لحاظ سے ہر لمحہ اور ہر آن خطرہ میں گر رہی ہے۔ جب تک کہ اس کو وہ توانا ہستی سہارا نہ دے۔ کوئی فطرت خطا اور غلطی سے پاک نہیں۔ جس سے معلوم ہو۔ کہ مسئلہ تناسخ باطل ہے۔ کیونکہ اگر کوئی گناہ بھی خالق الفطرت نے معاف نہ کرنا تھا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ وہ اس کو ایسے طور پر پیدا کرتا۔ کہ وہ غلطی سے مبرا اور گناہ سے پاک رہتی۔ مگر واقعہ اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ پنڈت دھرم بھکشو بھی لکھتے ہیں:۔

"اگر دیانند نے بھی اوائل العمر میں جبکہ ابھی ان کو صرف حقیقی خدا کی تلاش ہی تھی بت پرستی کی تو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے یہ کہنا سراسر جھوٹ ہے۔ کہ دیانند سے سوامی جی نے باقاعدہ چاروں وید پڑھے تھے۔ ان سے تو انشادھیائی وغیرہ چند صرف نحو اور علم بیان کی کتابیں پڑھی تھیں۔ اس لئے جب تک ویدوں کا صحیح گیان نہ ملا اور معرفت کا جام نہ پیا۔ اسوقت تک غلطی کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے"۔

(دی آریہ مسافر نمبر ۶ صفحہ ۲) (م م)

(اشتہارات)

اندرون قصبہ قادیان میں نہایت عمدہ موقعہ پر

قریباً دو کنال زمین سکنی قابل فروخت

جو قصبہ قادیان کے اڈا خانہ میں عین چوک کے اندر واقع ہے۔ جس کے دو طرف سے بڑی سڑک گذرتی ہے۔ پردہ کی دیوار تمام پختہ اور نئی ہے۔ قیمت ایک سو پچیس روپیہ فی مرلہ مقرر ہے۔ تمام قطعہ سالم فروخت کیا جائے گا۔ ہاں کئی احباب مل کر خرید سکتے ہیں۔ نہایت عمدہ موقع کی جگہ ہے۔ اس کے متعلق ہر طرح سے اطمینان حاصل کرنے کے خواہشمند احباب حضرت میرزا بشیر احمد صاحب سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ اور سودا کا تصفیہ میرے ساتھ اور میری غیر حاضری کی صورت میں مکرمی جناب شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری کے ساتھ کرنا ہوگا (مجھے غالباً آخر جولائی میں قریباً دو ماہ کے لئے باہر جانا ہوگا)

خاکسار: محمد اسماعیل احمدی مولوی فاضل قادیان

چاہی اراضیات رہن ملتی ہیں

قادیان کے زرعی رقبہ میں تین زرعی چاہ قابل رہن ہیں۔ ایک چاہ کے ساتھ بیس گھماؤں رقبہ ہے۔ دوسرے کے ساتھ اٹھارہ گھماؤں اور تیسرے کے ساتھ ستائیس گھماؤں موجود ہ ٹھیکہ چاہ نمبر ۱ کا چار صد روپیہ سالانہ اور چاہ نمبر ۲ کا تین صد روپیہ سالانہ اور چاہ نمبر ۳ کا سوا پانچ صد روپیہ سالانہ ہے۔ چاہ نمبر ۱ کی اراضی بہت اعلےٰ ہے۔ اور اس میں معقول ترقی کی گنجائش ہے۔ چاہ نمبر ۲ کی اراضی بہت اچھی ہے۔ اور چاہ نمبر ۳ کی اراضی درمیانی ہے زر رہن چاہ نمبر ۱ کا پانچہزار روپیہ اور چاہ نمبر ۲ کا تین ہزار روپیہ اور چاہ نمبر ۳ کا پانچہزار روپیہ ہوگا۔ معاملہ سرکاری بذمہ مرتہن ہوگا۔ دو یا تین سال تک کی میعاد بھی رکھی جا سکتی ہے۔ خواہشمند احباب جو قادیان میں اپنا روپیہ معقول اور حتی الوسع محفوظ منافع پر لگانا چاہتے ہوں خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں

مرزا بشیر احمد قادیان

دواخانہ رحمانی کی تین دوائیں

(رجسٹری شدہ)

محافظ اٹھرا گولیاں

(رجسٹرڈ شدہ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کا مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہے۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

حب رحمانی

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ تمام بدن کی کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد ان کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ خون پیدا کرنے ہوئے آدمی کو چست و توانا بنا کر رنگ سرخ کرتی ہیں دماغ کا خالص علاج۔ قیمت ۲۵ گولی عہ

سرمہ نور افزا

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ سرمہ کمزوری نظر۔ دھند۔ غبار جالا۔ پھولا۔ ککرے۔ خارش چشم آنکھوں سے پانی آنا۔ لیسدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ شروع موتیا بند۔ نظر کا دن بدن کمزور ہونا۔ ان بیماریوں کے لئے یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ تندرستی میں اس کا استعمال نظر کو بڑھاتا ہے۔ اور کمزوری سے محفوظ رکھتا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔ آزمائیں۔ قیمت فی تولہ عہ

المشتہر

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

(اشتہارات)

ولایت کی نئی کاریگری

ایک دن میں تین شکلیں بدلنے والی

کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے۔ کہ ہاتھ بوسہ لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپیہ کی چوڑیاں بنوا کر ان کے سامنے رکھ دو۔ پھر دیکھو۔ کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار سنار ہو کا رسی بھی دیکھ کر نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں۔ جہاں دکھائیے انہیں کوئی دو سو روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ کٹاؤ۔ تپاؤ۔ کسوٹی پر لگاؤ۔ سونے ہی کا کس آئیگا۔ ہاتھوں میں پہنکر ان کی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے۔ دو چار الگ ہو جائیں۔ تو پھول سی معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب مل گئیں۔ تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب الگ ہو جائیں تو لہریہ پڑ جاتا ہے۔ ان کو پہنکر عورتیں اگر عورتوں میں کہیں بیٹھیں۔ تو وہ عورتیں جو رات دن سونا چاندی پہنتی ہیں۔ انہیں دیکھ کر دنگ رہ جائینگی۔ اور کہیں گی کہ ہائیں ہمیں بھی منگوا دو۔ سب کی نظر ان پر نہ پڑے تو بات نہیں۔ چمک دمک رنگ ان چوڑیوں کا ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ملمع وغیرہ نہیں۔ جو اتر جائے۔ قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیوں کا دام ۸/۔ چار سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت۔ فرمائش کے ساتھ ناپ آنا ضروری ہے محصولڈاک علاوہ ۔

ایس۔ اے اصغر اینڈ کو ٹیامحل دہلی

ضرورت ہے

امیدوار و نیز جو کہ سٹیشن ماسٹری و ٹیلیگراف کا کام ریلوے و گورنمنٹ کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ بہترین کامیاب تعلیم۔ بورڈنگ کا معقول انتظام۔ کرایہ ریل معاف۔ قواعد دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

سول ٹیلیگراف کالج (رجسٹرڈ) دہلی

اگر آپ بیکار ہیں یا تنخواہ کم ہے۔ گذارہ نہیں ہوتا۔ یا دکان میں ترقی دینا چاہتے ہیں۔ تو سی پی اسٹور عبید اللہ گنج حاجی۔ آئی پی ریلوے کو لکھئے۔

بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنانیکے لئے

اور ان کی بخار کھانسی۔ ہیضہ۔ دودھ ڈالنا۔ دست ہونا۔ پسلی چلنا۔ پیٹ پھولنا۔ کھل کر پیخانہ نہ ہونا وغیرہ ہر ایک بیماری کو دور کرنے کے لئے

حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ سے رجسٹری کی ہوئی

بال جیون گھٹی (رجسٹرڈ)

ایک مشہور سچی سودیشی امرت صفت دوا ہے۔ اسکو بچے اور ان کی مائیں خوش ہو کر پی لیتے ہیں۔ اگر یہ گھٹی اچھے بھلے بچے کو پلا دی جایا کرے گی تو بچہ ہمیشہ تندرست رہیگا۔ اور کبھی کوئی بیماری اسکے پاس تک نہ آئیگی قیمت فی شیشی ۸/ محصول ڈاک ایک شیشی ۔ دکانداروں اور ایجنٹوں سے بارہ شیشی یعنی ایک درجن کی قیمت ۔ محصول ڈاک ۔ اشتہارات و سائن بورڈ ہمراہ پارسل مفت۔ فروخت نہ ہونے پر واپسی کی شرط

بازاروں میں دیسی انگریزی دوا فروشوں سے خریدو اگر نہ ملے تو

بال جیون گھٹی کاریالیہ علی گڑھ شہر سے منگو

مفت۔ درجن ہا معزز لوگوں کے نام ہو ... رسالہ ... مفت طلب کریں

پروفیسر فضل حق کا مجموعہ ورزش

اس کتاب میں مسٹر موصوف نے بتایا ہے۔ کہ آپ لڑکپن میں بڑے کمزور تھے۔ اتفاقاً ورزش کا شوق پیدا ہوا۔ کثرت شروع کی۔ رفتہ رفتہ وہ قوت حاصل ہوئی کہ بیس آدمیوں سے کشتی ... ایک ہزار پانسو پونڈ ... اٹھانا ... نو فٹ لمبی اور دو چپن موٹی فولادی پلیٹ کو بزور بازو چوڑی کی طرح کلائی پر لپیٹنا۔ ایک ایک ہاتھ سے ایک گھوڑا معہ سوار کے اٹھانا وغیرہ محیر العقول کرشمے دکھانے لگے۔ آپنے اس کتاب میں اپنا عملی نمونہ پیش کر کے اپنی آزمودہ کثرتوں کے گر بتلائے ہیں۔ اور اس ڈھنگ سے کہ کتاب پڑھ کر جی چاہتا ہے۔ کہ ہم بھی پہلوان بن جائیں۔ ۲۰۰ صفحات ہاف ٹون بلاک کے جابجا ۱۰۰ شکلوں کی تصویریں۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت خوبصورت ہے اس پر جلد اس قدر خوبصورت اور پختہ ہے۔ کہ دیکھنے والے کا جی خوش ہو جائے۔ ہر ایک طالب علم اور رئیس اور خواندہ شخص کو اس کتاب کے مطالعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ خواہشمند اصحاب طلب فرمائیں۔ بغیر جلد ۱۲/ مع جلد ۱/ ملنے کا پتہ

ایف ایچ کرم الہی اینڈ سنز دی پنجاب سپورٹس ورکس کوئٹہ

آنکھ کی بے نظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کے لئے مفید ہے امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان

تریاق چشم (رجسٹرڈ)

اور

چوہدری احمد الدین صاحب پلیڈر امیر جماعت احمدیہ گجرات

مجی مرزا حاکم بیگ صاحب موجد تریاق چشم گڑھی شاہدولہ گجرات

میں نے آپ کا ایجاد کردہ تریاق چشم آزمایا ہے۔ میں نے اس کو نہایت مفید اور مؤثر پایا ہے۔ ہماری خادمہ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ مارے درد کے بیتاب تھی۔ دو تین دفعہ تریاق چشم کے ڈالنے سے اس کی آنکھیں بالکل اچھی ہو گئیں۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۲۵ء کی رات کو قادیان جانے کیلئے میں گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ ایک آدمی میرے والے کمرے میں بیٹھا تھا اس کی آنکھیں خراب تھیں۔ سرخی اور رگڑ سے سخت تکلیف میں تھا۔ دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ اتفاق سے ایک شیشی تریاق چشم کی میری جیب میں تھی۔ جو آپ نے ایک شخص کو پہنچانے کیلئے مجھے دی تھی۔ میں نے اس بیمار کو تریاق چشم میں سے رتی بھر دوائی ڈالی۔ دس منٹ کے بعد اس کو بالکل آرام ہو گیا۔ گاڑی میں جتنے آدمی بیٹھے تھے۔ تریاق چشم کا معجزانہ اثر دیکھ کے حیران ہو گئے۔ میں نے ایسی سریع الاثر دوائی کبھی نہیں دیکھی۔ میں آپ کو بڑی خوشی سے بغیر آپ کی درخواست کے یہ سرٹیفیکیٹ دیتا ہوں۔

خاکسار احمد الدین پلیڈر۔ گوجرات پنجاب ۱/۶/۲۶

قیمت تریاق چشم فی تولہ پانچ روپے۔ علاوہ محصولڈاک وغیرہ سواری ۔ر بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گڑھی شاہدولہ صاحب گوجرات (پنجاب)

تجربہ کار انجن ڈرائیور کی ضرورت

احمدیہ فلور ملز قادیان کے لئے ایک تجربہ کار انجن ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ جو تیس ہارس پاور کرڈ آئل انجن کو چلا سکے۔ اور بعض وقت لوہے کا کام اپنے ہاتھ سے بھی کر سکے۔ ذات لوہار کو ترجیح ہوگی۔ تنخواہ تیس سے پینتالیس روپیہ تک دی جائے گی۔ درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ ۳۱ر جولائی سے پہلے دفتر سٹور میں پہنچ جانی چاہئیں۔

مینیجر احمدیہ سٹور قادیان

ممالک غیر کی خبریں

—— میونخ۔ ۹ جولائی۔ جنرل لوڈنڈارف کی بیوی نے بدیں وجہ طلاق لے لیا ہے۔ کہ ان کے شوہر اپنی سیاسی مشغولیتوں کی وجہ سے انکی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ مقدمہ کی سماعت بند کمرے میں ہوئی۔ عدالت نے فیصلہ کیا۔ کہ الزام جانبین پر عائد ہوتا ہے۔ جنرل مذکور نے اپنی درخواست واپس لے لی مگر بعد میں ان کی اہلیہ نے پھر طلاق کی درخواست دی ٭

—— صوفیہ۔ ۱۰ جولائی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ رومانوی فوج پانچ میل تک سرحد بلغاریہ میں گھس آئی۔ اور ایک سو بیس آدمیوں کو قتل کر ڈالا ٭

—— لنڈن کے ہوٹلوں میں آج کل زیادہ تر ربڑ لگی ہوئی میزیں استعمال ہو رہی ہیں۔ یورپ والوں نے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ بیان کیا ہے۔ کہ ربڑ کی وجہ سے چینی کے برتن اس میں ٹکراکر دو محبت کے جذبات سے لبریز ہستیوں کی گفتگو میں مخل نہیں ہوتے ٭

—— ماہرین سائنس نے چند دھاتوں کی آمیزش سے ایک نئی قسم کا شیشہ تیار کیا ہے۔ یہ شیشہ نہ ٹوٹ سکتا ہے۔ اور نہ آگ کی حرارت سے پگھل سکتا ہے۔ موڑنے پر مڑ سکتا ہے۔ قینچی سے بھی تراشا جا سکتا ہے ٭

—— لنڈن میں حال ہی میں موٹروں میں یہ نئی اختراع شروع کی گئی ہے۔ کہ موٹروں کے آگے ربڑ کے رسے اس طریقہ سے لگائے گئے ہیں۔ کہ اگر کوئی راہگیر غلطی سے سامنے آجاتا ہے۔ تو وہ ان رسوں میں پھنس جاتا ہے۔ اور اسے کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچتا۔

—— شکاگو۔ ۸ جولائی۔ آج تاریخی جواہرات کا خزانہ شہر سے گذرتا ہوا فلاڈلفیہ کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں وہ ۱۵۰ ویں سالانہ نمائش میں دکھائے جائیں گے۔ خزانہ کی نگرانی چھ آدمی خنجر بکف کر رہے تھے۔ اور جواہرات کی قیمت دس لاکھ ڈالر بتلائی جاتی ہے۔ جواہرات میں ۳۰۹ قیراط وزن کا ایک مشہور و معروف زمرد بھی ہے۔ جو شاہجہان بادشاہ ہندوستان کی پیاری ملکہ ممتاز محل کے تاج میں تھا۔ علاوہ ازیں ایک عجیب و غریب نیلم ہے۔ جو دنیا میں سب سے بڑا بتایا جاتا ہے ٭

—— پیکن۔ ۱۰ جولائی۔ متحدہ افواج نے قومی لشکر پر عام حملہ شروع کر دیا۔ پیکن میں زبردست جنگ برابر ہوتی رہی۔ اور توپوں کی سمع خراش آواز مسلسل کانوں میں آتی رہی ٭

—— لنڈن۔ ۱۳ جولائی۔ کل سارے ملک میں کوئلہ کی کانیں مالکان کان کی جدید شرائط پر کھل گئیں۔ لیکن کانکن سوائے وارو کشائر کے اور کہیں کام پر نہیں آئے۔ یہاں تقریباً ڈھائی ہزار کانکنوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ جو گذشتہ ہفتہ سے پانچ سو زیادہ ہے ٭

—— پیرس ۱۴ جولائی۔ جو فوجی جائزہ ۱۴ جولائی کو بمقام پیرس عمل میں آیا وہ معمول سے زیادہ معنی خیز تھا۔ کیونکہ اس کی نوعیت کچھ ایسی تھی۔ گویا ہمات شام و ریف کی کامیابیوں پر اظہار تشکر و امتنان کیا جا رہا ہے۔ اور گویا وہ مہمیں فتحمندی کے ساتھ ختم ہو گئیں۔

فوجی مارشل، وزراء، سفراء، عمائد حکومت اور تمام فوجیں زرق برق رسمی لباس میں جمع تھیں۔ پہلے فوجی گشت ہو کر قومی پرچم کو سلامی دی گئی۔ اور تمام جلوس "محراب ظفر" (آرک دو ترائمف) سے ہو کر گذرا۔ اور شارع الیسیس میں پہنچا جہاں تماشائیوں کے ٹھٹ لگ رہے تھے۔

جس وقت پریزیڈنٹ کی سواری جس کے ساتھ سلطان مراکش اور ہسپانوی جنرل پریمو دی ریویرہ بھی تھے گذرنے لگی تو کہرام مچ گیا۔ لوگوں نے صلواتیں سنانی شروع کیں۔ باتوں سے بڑھ کر معاملہ لاتوں تک پہنچ گیا۔ اور جوتہ چل گیا۔ ایک طرف اجتماعین تھے۔ اور دوسری طرف وطن پرست مجبوراً پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔ ۲۰۰ گرفتاریاں عمل میں آئیں ٭

—— قسطنطنیہ۔ ۱۳ جولائی۔ آج سازش سمرنا کے مقدمہ میں عدالت استقلال نے ۱۵ آدمیوں کو سزائے موت کا حکم سنایا سازش کے شریک تین دیگر ملزمان پر انگورہ میں مقدمہ چلایا جائیگا بقیہ ملزمان بری کر کے چھوڑ دیئے گئے۔ سازش کا مقصد یہ تھا۔ کہ مصطفٰے کمال پاشا کو قتل کر دیا جائے ٭

—— طہران ۱۴ جولائی۔ خراسان اور آذربائیجان میں غدر کے متعلق جنگی دفتر کا اعلان اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اعلان میں جو خبر شائع ہوئی ہے۔ وہ اس خبر کے مطابق ہی ہے۔ جو کہ پیشتر شائع ہو چکی ہے۔ اس میں صرف اتنا اضافہ کیا گیا ہے۔ کہ آذربائیجان میں ۵۰ باغیوں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ اور اب امن و امان ہے ٭

—— رگبی۔ ۱۴ جولائی۔ ملک معظم نے جاپان کے شہزادے چیچو کو گرانڈ کراس آف دی رائل وکٹورین آرڈر کا اعزاز عطا کیا ہے ٭

—— نیروبی۔ ۱۵ جولائی۔ مسٹر ایس۔ اے۔ ویسائی جو انڈین کانگریس کے صدر اور کینیا کی لیجسلیٹو کونسل کے ممبر اور ایک نامور ہندوستانی لیڈر تھے۔ حرکت قلب کے بند ہو جانے کے باعث کوبہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ تمام ہندوستانی دوکانیں اظہار ماتم میں بند ہو گئیں ٭

—— ڈوور (امریکہ) ۱۴ جولائی۔ بحری ڈپو میں جو آگ لگی تھی وہ آج بارش ہو جانے سے بجھ گئی۔ ملبے کو ہٹانے میں چار سو ملاح لگے ہوئے ہیں ٭

ہندوستان کی خبریں

—— الہ آباد ۱۵ جولائی۔ مس ذکیہ عبدالحمید سلیمان نامی ایک مصری خاتون الہ آباد آ رہی ہیں۔ آپ ہندوستان کی تعلیمی و معاشرتی صورت حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے مصر سے تشریف لائی ہیں ٭

—— پشاور ۱۴ جولائی۔ حال میں مسلح افغانی تقو خیلی سے مواشی کے ایک گلہ کو ہانک لے گئے تھے۔ سردار غوث بخش خان جمعدار فوجی سرحدی پولیس نے چند کانسٹیبلوں کے ساتھ ان پٹھانوں کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ کوہ گیا مدری کے دامن میں ان کے ساتھ مڈبھیڑ ہو گئی۔ اور سخت مقابلہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں بہت سے پٹھان مقتول ہوئے۔ اور باقی مواشی کو چھوڑ کر مفرور ہو گئے۔

—— سوامی شردھانند جی نے ۱۳ جولائی کو لکھنؤ میں آریہ سماج اور ہندوؤں کے ایک جلسہ میں تقریر کے دوران میں گائے کی قربانی کے متعلق فرمایا۔ مسلمان بقر عید پر ۲۰۰ ۴۰ ہزار گائیں قربان کرتے ہیں۔ مگر فوج کے لئے دس لاکھ شہری آبادی کی خوراک کے لئے ۱۵ لاکھ اور چمڑے کے لئے ۴ لاکھ گائیں ہر سال ذبح کی جاتی ہیں۔ تم مشین گنوں کے ڈر کے مارے فوج سے تو گائیں چھین نہیں سکتے۔ مسلمانوں سے بقر عید کے موقع پر کیوں بے فائدہ جھگڑتے ہو ٭

—— کراچی ۱۴ جولائی۔ میر صاحب خیرپور نے حال میں ایک دربار منعقد کیا۔ جس میں یہ اعلان فرمایا۔ کہ وہ ممبران کی ایک ایگزیکٹو کونسل قائم کریں گے۔ اور ممبران کی نامزدگیاں کر کے وہ بہت جلد ان کے نام کا اعلان فرمائیں گے۔ اس ایگزیکٹو کونسل میں میر صاحب خود ہونگے۔ اور مسٹر ہاٹیکس ان کے یورپین ممبر بھی ہونگے جو کوئی قانون یا انتظامی حکم جاری ہوگا۔ وہ ہز ہائینس میر صاحب خیرپور اور انکی کونسل کے دستخط اور حکم سے جاری ہوگا ٭

—— کلکتہ ۱۲ جولائی۔ کھڑگ پور کی خفیہ پولیس نے ان ڈاکوؤں کو جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے بہت سے ڈاکے ڈالے گرفتار کر لیا۔ ان پر خفیہ پولیس کی عرصہ سے نگاہ تھی۔ حال میں ۳ مکانوں کی تلاشی لی گئی۔ جن میں سے بہت سا لوٹ کا مال برآمد ہوا ٭

—— کلکتہ۔ ۱۵ جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ دن کی ابتدا میں تھانہ "جوڑاسنکو" پر بلوائیوں نے حملہ کر دیا۔ جسے پولیس نے منتشر کر دیا اور گولی چلائی۔ مختلف ہسپتالوں میں زخمیوں کی مجموعی تعداد ۱۰۶ ہے۔ جوڑاسنکو میں ایک مردہ آدمی پایا گیا۔ اب تک ۶۰ آدمی گرفتار ہوئے ہیں۔ جو سب کے سب مسلمان ہیں ٭

—— لاہور۔ ۱۵ جولائی۔ آج دوپہر لاہور ہائیکورٹ کی تعطیلات شروع ہو گئیں۔ اب ہائی کورٹ ۴ اکتوبر کو کھلے گا۔ دوران تعطیلات،

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)